تجارت کے شرعی احکام

www.KitaboSunnat.com

الحکمۃ انٹرنیشنل
AL-HIKMAH INTERNATIONAL
زندگی شعور سے

مضمون نگار

احسان اللہ

نگران

حافظ شفیق الرحمن زاہد

ڈائریکٹر الحکمہ انٹرنیشنل

شعبہ علوم شرعیہ واجتماعیہ

الحکمہ انٹرنیشنل لاہور، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہم نکات

- تجارت سچائی اور ایمان داری پر مبنی ہو اور دھوکہ دہی سے پاک ہو۔
- تاجر حلال کمائی کا حریص ہو، کیونکہ انسان سے اس کے کسب شدہ مال کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔
- اللہ تعالیٰ کے ذکر، اس کی عبادت، نماز ادا کرنے اور تجارت کے فرائض کے بارے میں غافل نہ ہو۔
- مال اور تجارت کی زکوٰۃ نہ دینے اور اس میں بخل کرنے سے بچے۔
- تاجر تجارت کے احکام شوق اور رغبت سے سیکھے، علماء سے رابطے میں رہے، جس چیز میں مشکل پیش آئے یا تجارت کی جدید شکلوں کے بارے میں علماء سے سوال کرتا رہے۔ اس کے لیے یہ بھی لازم ہے کہ وہ شروطِ بیع اور موانع بیع کی معرفت حاصل کرے۔
- معاہدں کو پورا کرے اور ان پر عمل درآمد کرے۔
- خرید و فروخت میں پیار اور اچھے اخلاق سے کام لے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ خرید و فروخت میں نرمی سے کام لے، لین دین میں آسانی برتے حتیٰ کہ آپنا حق لینے میں اور اس چیز کو طلب کرنے میں بھی نرم گوشہ اپنائے جو اسی کی ہے۔
- سودی معاملات سے بچے۔
- بیع کی جن اقسام سے منع کیا گیا ہے ان سے اور حرام معاملات سے بچے۔
- قرضوں اور حقوق کو تحریر بند کرے اور ان کی ادائیگی پر حریص رہے، کیونکہ تحریر اور گواہی حقوق کے تحفظ اور عدم ضیا کا باعث ہیں۔

نیچلے حصے میں ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جب بندہ دنیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاجروں کے لیے نصیحتیں

الحمد لله رب العالمين وصلاة والسلام علي نبينا محمد وعلي آله وصحبه اجمعين اما بعد

جوانسان تجارت کی طرف آنا چاہتا ہے اسے یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ اس کے رزق کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾ [الذاريات:58]

"یقیناً اللہ ہی بے حد رزق دینے والا بڑی قوت والا نہایت مضبوط ہے"

معلوم ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی سب سے بڑا رازق ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا﴾ [الهود:6]

"اور زمین میں کوئی چلنے والا (جاندار) نہیں مگر اس کا رزق اللہ ہی پر ہے اور وہ اس کے ٹھہرنے کی جگہ اور اس کے سونپے جانے کی جگہ کو جانتا ہے، سب کچھ ایک واضح کتاب میں درج ہے۔"

اسی طرح فرمایا:

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ﴾ [طه:132]

"اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور اس پر خوب پابند رہ، ہم تجھ سے کسی رزق کا مطالبہ نہیں کرتے، ہم ہی تجھے رزق دیں گے اور اچھا انجام تقویٰ کا ہے۔"

اللہ تعالیٰ بندوں کے رزق کی کفالت کر رہا ہے جیسے باقی تمام مخلوقات کی کفالت کرتا ہے۔ اس کے بدلے انسان سے مطلوب یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی بندگی میں محنت کرے۔ اگرچہ رزق کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے، لیکن انسان کا اس کے حصول کے لیے اسباب کو اختیار کرنا بھی ضروری ہے۔

نیز فرمایا:

﴿فَابْتَغُوا عِندَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ ۖ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ [العنكبوت:17]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”سو تم اللہ کے ہاں ہی رزق تلاش کرو اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر کرو، اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔“

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس رزق کو فراہم کرنے والا ہے جو انسان کے مقدر میں ہے۔ وہ دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہے۔ ایک مسلمان جو حلال رزق کا متلاشی ہے وہ اس طرح اللہ رب العزت سے حلال طریقے سے حلال رزق کو طلب کرتا ہے، کیونکہ ہمارے رب نے ہمیں رزق طلب کرنے کا حکم دیا ہے۔﴿فَابْتَغُوا عِندَ اللَّهِ الرِّزْقَ﴾ اللہ رب العزت سے رزق اور اس کے علاوہ چیزوں کی طلب میں اللہ رب العزت سے مدد مانگنا؛ اسلام کے بڑے اصولوں میں سے ایک اصول ہے۔ انسان کا رزق متعین ہے جو تقدیر میں لکھا جا چکا ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا:

((أَنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَهُ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَهُ ثُمَّ يُبْعَثُ إِلَيْهِ الْمَلَكُ فَيُؤْذَنُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ رِزْقَهُ وَأَجَلَهُ وَعَمَلَهُ وَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ)) [1]

”انسان کا نطفہ ماں کے پیٹ میں چالیس دن اور راتوں تک جمع رہتا ہے پھر وہ خون کی پھٹکی بن جاتا ہے، پھر وہ گوشت کا لوتھڑا ہو جاتا ہے، پھر اس کے بعد فرشتہ بھیجا جاتا ہے اور اسے چار چیزوں کا حکم ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ اس کی روزی، اس کی موت، اس کا عمل اور یہ کہ وہ بدبخت ہے یا نیک بخت؛ لکھ لیتا ہے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا رزق لکھا جا چکا ہے۔ علماء نے رزق کی دو قسمیں کی ہیں: رزق کی ایک قسم کا تعلق انسان کے بدن سے ہے اور ایک کا تعلق انسان کے دین سے ہے۔ وہ رزق جس کا تعلق انسان کے بدن سے ہے اس میں انسان کا کھانا، پینا، لباس، رہائش، ایک سے دوسری جگہ جانے کے وسائل اور اس جیسی چیزیں شامل ہیں۔ وہ رزق جس کا تعلق انسان کے دین سے ہے اس میں انسان کا علم اور ایمان شامل ہیں۔ ایک مسلمان اللہ تعالیٰ سے بدنی رزق کو بھی ایسے ہی طلب کرتا ہے جیسے کہ اس سے بڑے رزق علم اور ایمان کو طلب کرتا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے، سیدنا ابو امامۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوتَ حَتَّى تَسْتَكْمِلَ أَجَلَهَا وَتَسْتَوْعِبَ رِزْقَهَا فَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ وَلَا يَحْمِلَنَّ أَحَدَكُمُ اسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ أَنْ يَطْلُبَهُ بِمَعْصِيَةٍ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُنَالُ مَا عِنْدَهُ إِلَّا بِطَاعَتِهِ)) [2]

---

[1] بخاری، محمدبن اسماعیل، صحیح البخاری، مکتبہ اسلامیہ، اشاعت 2009، حدیث نمبر: 7454

[2] الألباني، أبو عبد الرحمن، محمد ناصر الدين، صحيح الجامع الصغير، المكتب الإسلامي، حديث نمبر: 2085

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”بیشک کوئی جان تب تک فوت نہیں ہوتی جب تک وہ اپنی زندگی کا وقت پورا نہ کر لے اور اپنا رزق مکمل نہ کر لے۔ بس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور رزق کو احسن طریقے سے حاصل کرو اور تم میں سے کوئی باطل طریقے سے رزق نہ کمائے کہ وہ اللہ کی معصیت کے ساتھ رزق کو حاصل کرے، بیشک اللہ تعالیٰ کے ہاں جو کچھ ہے اسے اس کی اطاعت کے ذریعے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔“

اللہ رب العزت نے لوگوں میں رزق کو ایسے ہی تقسیم کر دیا ہے جیسے کہ اس نے موت کو تقسیم کیا ہے۔ اگر انسان رزق سے دور بھاگے جیسے وہ موت سے بھاگتا ہے تو اس کا رزق بھی اسے آ لے گا جیسے اس کی موت اسے آ لیتی ہے۔ اس لیے مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کو ترجیح دے۔ وہ صرف رزق کے حصول میں ہی مشغول نہ رہے کہ جس کی تو ضمانت دے دی گی ہے۔ اگر اسی میں ہی مشغول رہے گا تو یہ اسے فکر میں مبتلا کر دے گا جب کے رزق اور موت دونوں ایسے دوست ہیں کہ جن کی ضمانت دے دی گی ہے۔

جب تک انسان کی زندگی رہے گی تب تک اس کا رزق اسے ملتا رہے گا۔ اس لیے ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ رزقِ حلال کا کسب کرے۔ اللہ رب العزت نے کسبِ رزق کو ہمارے لیے مشروع کر دیا ہے اور ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم کسبِ رزق میں وہ وسائل استعمال کریں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے جائز قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے باطل طریقوں سے کسبِ حلال سے دور رہنے کو نہ پسند کیا ہے جیسے کہ انسان کا سوال کرنا یا مانگنا الا کہ وہ عاجز یا مضطر ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِن رِّزْقِهِ ۖ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ﴾ [الملك:15]

”وہی تو ہے جس نے زمین کو تمہارے تابع کر رکھا ہے اس کی اطراف میں چلو پھرو اور اللہ کا رزق کھاؤ اور اسی کے پاس تمہیں زندہ ہو کر جانا ہے۔“

اللہ! تو تابع اور آسان کر دے ہمارے لیے زمین اور اس کے اطراف کو تا کہ ہم رزق کو محنت اور تجارت کے ذریعے سے حاصل کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [الجمعة:10]

”پھر جب نماز پوری کر لی جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل سے (حصہ) تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو، تا کہ تم فلاح پاؤ۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ﴾ یعنی زمین میں نکل کر پھیل جاؤ اور تجارت وغیرہ میں مشغول ہو کر رزق کو تلاش کرو۔ تجارت میں مشغولیت جب ذکر الٰہی سے غفلت کا سبب بن سکتی تھی تو اللہ رب العزت نے تجارت کے دوران کثرت سے ذکر کرنے کا حکم دیا ہے، فرمایا: ﴿وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ کیونکہ کثرتِ ذکر دنیا اور آخرت میں فلاح کے اسباب میں سے سب سے بڑا سبب ہے۔ تجارت کی فضیلت تو نبی ﷺ نے بھی بیان فرمائی ہے۔

جیسا کہ سیدنا ابوبردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا:

أَيُّ الْكَسْبِ أَطْيَبُ أَوْ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهِ، وَكُلُّ بَيْعٍ مَبْرُورٍ))[1]

کون سی کمائی پاکیزہ یا افضل ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کی اپنے ہاتھ کی کمائی اور ہر جائز خرید و فروخت۔“

مقبول بیع وہ ہے جو حلال ہو، محرمات سے خالی ہو، اس میں نہ کوئی شبہ ہو اور نہ ہی کوئی دھوکہ۔ یہ نفع حاصل کرنے کی اقسام میں سب سے افضل قسم ہے۔ اس طریقے سے تجارت وغیرہ میں نفع حاصل کیا جاتا ہے۔

تجارت میں نیت کا خالص ہونا بہت ضروری ہے جیسے باقی تمام اعمال میں خلوص نیت ضروری ہے، کیونکہ اعمال کا انحصار نیتوں پر ہوتا ہے۔ ایک مسلم تاجر کے لیے ضروری ہے کہ وہ نیک نیتی کو ہمیشہ اپنے عمل میں مستحضر رکھے۔ وہ یہ نیت کرے کہ رزق حلال کمائے گا اور اس سے وہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو حرام سے بچائے گا۔ اس کا اس نیت سے محنت اور تجارت کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا کا باعث بن جائے گا۔

ذیل میں ہم تجارت کرنے والوں کے لیے اہم نصیحتیں ذکر کرتے ہیں، جو تجارت کے بارے میں آئی ہیں۔

پہلی نصیحت:

تجارت سچائی اور ایمان داری پر مبنی ہو اور دھوکہ دہی سے پاک ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ [التوبة:119]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔“

صحیحین میں ہے سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] أحمد، أبو عبدالله، أحمد بن حنبل، الشيباني، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مؤسسة قرطبة – القاهرة، حديث نمبر: 17304

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

((الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ قَالَ حَتَّى يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا))[1]

"خریدنے اور بیچنے والوں کو اس وقت تک (بیع ختم کر دینے کا) اختیار ہے جب تک دونوں جدا نہ ہوں یا آپ نے (مالم یتفرقا کی جگا) حتی یتفرقا فرمایا۔ (آنحضرت ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا) پس اگر دونوں نے سچائی سے کام لیا اور ہر بات صاف صاف کھول دی تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ہوتی ہے لیکن اگر کوئی بات چھپا رکھی یا جھوٹ کہی تو ان کی برکت ختم کر دی جاتی ہے۔"

ہر خرید و فروخت کرنے والے کو چاہیے کہ وہ اپنے سامان میں موجود ضروری چیزوں کی وضاحت کرے مثلاً اس کے عیوب اس کی قیمت وغیرہ اور اس وضاحت کرنے میں سچ بولے تاکہ اس کی برکت نہ ختم ہو جائے۔ ایسا کرنے سے اس کے کاروبار میں بڑھوتی اور ازافہ ہو گا۔

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ:

مَرَّ عَلَى صُبْرَةِ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا، فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلًا فَقَالَ: ((مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟)) قَالَ أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: ((أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ، مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي))[2]

"غلے کی ایک ڈھیری کے پاس سے گزرے تو آپ نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا، آپ کی انگلیوں نے نمی محسوس کی تو آپ نے فرمایا: "غلے کے مالک! یہ کیا ہے؟" اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس پر بارش پڑ گئی تھی۔ آپ نے فرمایا: "تو تم نے اسے (بھیگے ہوئے غلے) کو اوپر کیوں نہ رکھا تاکہ لوگ اسے دیکھ لیتے؟ جس نے دھوکا کیا، وہ مجھ سے نہیں"

اس لیے بائع کو چاہیے وہ سامان میں موجود عیب کو لوگوں کے لیے واضح کرے تاکہ چیز خریدنے والا اس کے عیب کو دیکھ لے۔ یہ نہ ہو کہ خریدار ایسے ہی خرید لے پھر گھر جا کر کہے مجھ سے اس بائع نے دھوکہ کیا۔

اسی وجہ سے اس حدیث میں کسی بھی کام میں دھوکہ کرنے والوں کے لیے ڈانٹ آئی ہے۔ خاص طور پر معاملات اور تجارت کے بارے میں، کیونکہ اس میں خریدار کو سامان کے بارہ میں عیوب کی وضاحت کرنا ضروری ہوتا ہے۔

---

1 صحيح البخاري: 2079

2 مسلم، مسلم بن الحجاج، أبو الحسن القشيري، النيسابوري، صحيح مسلم، دار إحياء بيروت، حديث نمبر: 102

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سچائی اور امانت داری کے تحت یہ بھی ضروری ہے کہ ماپ تول کو پورا کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ﴾ [الاسراء:35]

”اور ماپ کو پورا کرو، جب ماپو اور سیدھی ترازو کے ساتھ وزن کرو۔ یہ بہترین ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت زیادہ اچھا ہے“

ایک جگہ ہمارے رب نے ہمیں اس قبیح کام سے روکا اور ڈرایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ (1) الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ (2) وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ (3) أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ (4) لِيَوْمٍ عَظِيمٍ (5) يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ (6)﴾ [المطففين:1-6]

”بڑی ہلاکت ہے ماپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے۔ وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں۔ اور جب انھیں ماپ کر، یا انھیں تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔ کیا یہ لوگ یقین نہیں رکھتے کہ بے شک وہ اٹھائے جانے والے ہیں۔ ایک بڑے دن کے لیے۔ جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔“

دوسری نصیحت:

تاجر حلال کمائی کا حریص ہو، کیونکہ انسان سے اس کے کسب شدہ مال کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَزُولُ قَدَمُ ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَ أَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ وَمَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَهُ))[1]

”آدمی کا پاؤں قیامت کے دن اس کے رب کے پاس سے نہیں ہٹے گا یہاں تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے پوچھ لیا جائے: اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کہاں صرف کیا، اس کی جوانی کے بارے میں کہ اسے

[1] ترمزی، أبو عيسى، محمد بن عيسى، السلمي، الجامع الصحيح سنن الترمذي، دار إحياء التراث العربي – بيروت، حديث نمبر: 2416

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کہاں کھپایا، اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا اور کس چیز میں خرچ کیا اور اس کے علم کے سلسلے میں کہ اس پر کہاں تک عمل کیا"

اللہ تعالیٰ سوال کریں گے کیا تو نے یہ مال حلال طریقے سے کمایا ہے؟ اور اس کا استعمال اور تصرف حلال جگہ کیا ہے؟۔ ایک مسلمان کبھی مال کی محبت اور اس کا حصول غیر شرعی طریقے سے نہیں کرتا، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ دنیا فانی ہے اور اس کو ایک دن اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے مال کا حساب دینا ہے؛ کہ کہاں سے کمایا؟ اور کہاں خرچ کیا؟۔ مسلمان جب کسبِ حلال کی حرص رکھتا ہے تو اس کا یہ عمل اس کے صدقہ خیرات کی قبولیت کا باعث بن جاتا ہے۔

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ تَصدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيِّبَ وَإِنَّ اللَّهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ))[1]

"جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرے اور اللہ تعالیٰ صرف حلال کمائی کے صدقہ کو قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے پھر صدقہ کرنے والے کے فائدے کے لیے اس میں زیادتی کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے کوئی اپنے جانور کے بچے کو کھلا پلا کر بڑھاتا ہے تا آنکہ اس کا صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا اس حد تک قدر کرنے کی وجہ صدقے کا پاکیزہ اور حلال مال سے کیا جانا ہے۔

تیسری نصیحت:

اللہ تعالیٰ کے ذکر، اس کی عبادت، نماز ادا کرنے اور تجارت کے فرائض کے بارے میں غافل نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ﴾ [المنافقون:9]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمھارے مال اور تمھاری اولاد تمھیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں"

اللہ رب العزت نے ہمیں کثرتِ ذکر کا حکم دیا ہے اور ان چیزوں سے روکا ہے جو اس میں رکاوٹ بنیں۔ باوجود اس کے کہ مال اور اولاد کی محبت انسان میں رکھ دی گی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں متنبہ کر دیا ہے کہ ہم ان چیزوں کی محبت کو اللہ

---

[1] صحیح البخاری: 1410

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی محبت پر مقدم نہ کریں، تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دور نہ ہو جائے یہاں تک کہ ہم ان خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں جو ابدی اور دائمی نعمتوں کی سعادت سے محروم کر دیے گے۔ ان کی محرومی کی وجہ ان کا فنا ہونے والی چیز کو باقی رہنے والی چیز پر ترجیح دینا ہے۔ ہمارے نبی ﷺ فرائض اور نماز کی ادائگی میں ہمارے لیے نمونہ ہیں۔ جب ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ کے گھریلوں عمال کے بارے میں سوال کیا گیا تو ماں جی نے فرمایا:

((كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ - تَعْنِي خِدْمَةَ أَهْلِهِ - فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ))[1]

”نبی ﷺ اپنے گھر کے کام کاج یعنی اپنے گھر والیوں کی خدمت کیا کرتے تھے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو فوراً (کام کاج چھوڑ کر) نماز کے لیے چلے جاتے تھے۔“

ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے سلف صالحین میں سے ایک کا خوبصورت عمل نقل کیا ہے، فرماتے ہیں:

”ابراہیم الصائغ رحمۃ اللہ علیہ ایک نیک آدمی تھے جب آپ ہتھوڑا اٹھاتے اذان کی آواز آتی تو وہی چھوڑ دیتے۔ وہ ایک لوہار تھے رحمۃ اللہ علیہ وہ آپنے ہتھوڑے کے پاس آئے اس کے ساتھ ضرب لگانے لگے، ایسا ہوا کہ جب انہوں نے ہتھوڑا اٹھایا تاکہ وہ ضرب لگائیں اسی وقت انہوں نے اذان کی آواز سنی جب کہ وہ ضرب کے لیے ہتھوڑا اٹھا چکے تھے آواز سنتے ہی انہوں نے اسے وہی سائڈ پر پھنک دیا، حتیٰ کہ اس اٹھائے ہوئی ضرب کو بھی نہیں مارا۔ اس کی وجہ ان کا نماز کے حکم پر عمل کرنے میں شدید حرص ہونا تھا۔“

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا اور ان کے لیے رزق کو پیدا کیا، تاکہ وہ اس کی مدد سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکیں۔

چوتھی نصیحت:

مال اور تجارت کی زکوۃ نہ دینے اور اس میں بخل کرنے سے بچنا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ [التوبة:103]

”ان کے مالوں سے صدقہ لے، اس کے ساتھ تو انھیں پاک کرے گا اور انھیں صاف کرے گا اور ان کے لیے دعا کر، بے شک تیری دعا ان کے لیے باعث سکون ہے اور اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے“

[1] صحيح البخارى: 644

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہ آیت مبارکہ تمام اموال کی زکوۃ اداء کرنے کے وجوب پر دلالت کرتی ہے۔ ان میں یقیناً مال تجارت بھی شامل ہے۔ جب زکوۃ ادا کرنے سے یہ اموال بڑتے ہیں اور ان سے فائدہ حاصل ہوتا ہے تو یہ بات عدل پر مبنی ہے کہ اس میں سے فقراء کا حصہ دیا جائے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوۃ کی صورت میں واجب کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (34) يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ (35)﴾ [التوبة:34-35]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بے شک بہت سے عالم اور درویش یقیناً لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھاتے ہیں اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی خزانہ بنا کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، تو انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دے۔ جس دن اسے جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس کے ساتھ ان کی پیشانیوں اور ان کے پہلوؤں اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا۔ یہ ہے جو تم نے اپنے لیے خزانہ بنایا تھا، سو چکھو جو تم خزانہ بنایا کرتے تھے۔“

صحیح مسلم میں ہے سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ، لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ، فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ، فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ، كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ، فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ، فَيَرَى سَبِيلَهُ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِمَّا إِلَى النَّارِ))[1]

”جو بھی سونے اور چاندی کا مالک ان میں سے (یا ان کی قیمت میں سے) ان کا حق (زکاۃ) ادا نہیں کرتا تو جب قیامت کا دن ہو گا (انھیں) اس کے لئے آگ کی تختیاں بنا دیا جائے گا اور انھیں جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور پھر ان سے اس کے پہلو، اس کی پیشانی اور اس کی پشت کو داغا جائے گا، جب وہ (تختیاں) پھر سے (آگ میں) جائیں گی، انھیں پھر سے اس کے لئے واپس لایا جائے گا، اس دن جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے (یہ عمل مسلسل ہوتا رہے گا) حتیٰ کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا، پھر وہ جنت یا دوزخ کی طرف اپنا راستہ دیکھ لے گا۔“

---

1 صحیح مسلم: 987

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہمیں چاہیے کہ ہم زکوٰۃ کو روکنے سے بچیں۔یہ مال کا ایک ایسا حصہ جو ایک مسلمان اپنے رب کی اطاعت اور شکر گزاری کے طور پر ادا کرتا ہے۔زکوٰۃ ادا نہ کرنا ایک خطرناک عمل ہے۔

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا، فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ القِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ القِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ - يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ - ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ، ثُمَّ تَلاَ: ﴿لَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ﴾ الآيَةَ [آل عمران:180][1]

”جسے اللہ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ نہیں ادا کی تو قیامت کے دن اس کا مال نہایت زہریلے گنجے سانپ کی شکل اختیار کرلے گا۔اس کی آنکھوں کے پاس دو سیاہ نقطے ہوں گے۔جیسے سانپ کے ہوتے ہیں' پھر وہ سانپ اس کے دونوں جبڑوں سے اسے پکڑ لے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال اور خزانہ ہوں۔اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی ”اور وہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو کچھ اپنے فضل سے دیا ہے وہ اس پر بخل سے کام لیتے ہیں کہ ان کا مال ان کے لیے بہتر ہے۔بلکہ وہ برا ہے جس مال کے معاملہ میں انہوں نے بخل کیا ہے۔قیامت میں اس کا طوق بنا کر ان کی گردن میں ڈالا جائے گا۔“

جب کسی مسلمان کو اس کا رب مال عطا کرے اس کے لیے رزق اور خیر کے دروازے کھول دے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر گزار بن جائے۔اس کا حال بھی اُس بنی اسرائیلی کی طرح ہونا چاہیے جو اندھا تھا۔اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھیں لوٹادیں جب کہ وہ بھی کوڑی اور گنجے کی طرح عیب دار تھا۔جب فرشتہ اندھے کے امتحان کے لیے آیا تو فرشتے نے کہا۔

((رَجُلٌ مِسْكِينٌ وَابْنُ سَبِيلٍ وَتَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي فَلَا بَلَاغَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ بِكَ أَسْأَلُكَ بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِي سَفَرِي فَقَالَ قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللَّهُ بَصَرِي وَفَقِيرًا فَقَدْ أَغْنَانِي فَخُذْ مَا شِئْتَ فَوَاللَّهِ لَا أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ أَخَذْتَهُ لِلَّهِ فَقَالَ أَمْسِكْ مَالَكَ فَإِنَّمَا ابْتُلِيتُمْ فَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ وَسَخِطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ))[2]

”(فرشتہ کوڑھی زدہ اور گنجے کے بعد اندھے کے پاس بھی اپنی پہلی صورت میں آیا اور کہا کہ) میں ایک مسکین آدمی ہوں، سفر کے تمام سامان ختم ہو چکے ہیں اور تم سے اس ذات کا واسطہ دے کر جس نے تمہیں بینائی واپس دی ہے، ایک بکری مانگتا ہوں جس سے اپنے سفر کے ضروریات پوری کرسکوں۔اندھے نے جواب دیا کہ واقعی میں اندھا تھا اور اللہ تعالی نے مجھے اپنے فضل سے بینائی عطا فرمائی اور واقعی میں فقیر و محتاج تھا اور اللہ تعالی نے

[1] صحيح البخاری: 1403

[2] صحيح البخاری: 3464

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مجھے مالدار بنایا۔ تم جتنی بکریاں چاہو لے سکتے ہو، اللہ کی قسم جب تم نے خدا کا واسطہ دیا ہے تو جتنا بھی تمہارا جی چاہے لے جاؤ، میں تمہیں ہرگز نہیں روک سکتا۔ فرشتے نے کہا کہ تم اپنا مال اپنے پاس رکھو، یہ تو صرف امتحان تھا اور اللہ تعالیٰ تم سے راضی اور خوش ہے اور تمہارے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہے۔"

مسلمان کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد رہنا چاہیے۔

﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۖ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ﴾ [ابراھیم:7]

"اور جب تمھارے رب نے صاف اعلان کر دیا کہ بے شک اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور ہی تمھیں زیادہ دوں گا اور بے شک اگر تم ناشکری کرو گے تو بلاشبہ میرا عذاب یقیناً بہت سخت ہے۔"

اس لیے مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی رضیٰ اور اس کے فضل کے لیے اللہ کے شکر پر حریص رہنا چاہیے۔

پانچویں نصیحت:

تاجر تجارت کے احکام شوق اور رغبت سے سیکھے، علماء سے رابطے میں رہے، جس چیز میں مشکل پیش آئے یا تجارت کی جدید شکلوں کے بارے میں علماء سے سوال کرتا رہے۔ اس کے لیے یہ بھی لازم ہے کہ وہ شروطِ بیع اور موانع بیع کی معرفت حاصل کرے۔

بیع کی شروط میں سے سب سے اہم شرط بائع اور مشتری میں رضیٰ مندی کا ہونا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ﴾ [النسآء:29]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ، مگر یہ کہ تمھاری آپس کی رضامندی سے تجارت کی کوئی صورت ہو"

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّمَا الْبَيْعُ عَنْ تَرَاضٍ))[1]

"بیع باہمی رضامندی سے ہوتی ہے"

[1] ابن ماجه، أبو عبد الله، محمد بن يزيد القزويني، وماجة اسم أبيه يزيد، سنن ابن ماجه، دار إحياء الكتب العربية، حديث نمبر: 2185

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس بات کی تصدیق ضروری ہے کہ بائع اور مشتری کے درمیان رضامندی ہو، کسی قسم کا اکراہ نہ پایا جائے۔ شروط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ سامان یا وہ چیز جس کی خرید وفروخت کی جارہی ہے وہ بائع کی ملکیت ہو یا ملکیت کے قائم مقام ہو، جیسے کہ کسی کا وکیل ہونا یا کسی کی وصیت کو پورا کرنا۔ یہ جائز نہیں کہ کوئی شخص کسی ایسی چیز کو بیچے جس کا وہ مالک نہیں۔ حدیث میں آتا ہے۔

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ))[1]

”جو چیز تمہارے پاس نہیں ہے اس کی بیع نہ کرو۔“

بیع کی شروط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ جس چیز کی بیع کی جاری ہے وہ کھانے، پینے، لباس، نقل مکانی کے وسائل، سواریاں اور پراپرٹی یا اس کے علاوہ سے وہ چیزیں ہوں جن کا استعمال جائز ہے۔ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان چیزوں کی بیع کرے جن کا استعمال حرام ہے جیسے شراب، خنزیر وغیرہ۔ حدیث میں آتا ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ))[2]

”بے شک اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، سور اور بتوں کا بیچنا حرام قرار دے دیا ہے۔“

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَأَنَّ اللَّهَ إِذَا حَرَّمَ عَلَى قَوْمٍ شَيْئًا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ ثَمَنَهُ))[3]

”بے شک اللہ تعالی جب کسی قوم پر کوئی چیز حرام کرتا ہے تو اس کی خرید وفروخت بھی ان پر حرام کرتا ہے۔“

بیع کی اہم شرطوں میں سے ایک اہم شرط یہ بھی ہے کہ جس چیز پر بیع ہو رہی ہے یا جو سامان ہے اس کی صفات معلوم اور واضح ہوں، کوئی مخفی پن نہ پایا جائے۔ یا تو مشتری ان اصاف کو دیکھ رہا ہو یا دوسری چیزوں سے الگ کرتے ہوئے ان اوصاف کو اس کے لیے واضح کر دیا جائے جہالت سے بچتے ہوئے، کیونکہ جہالت کا پایا جانا غرر ہے اور غرر سے منع کیا گیا ہے۔

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ))[4]

---

1 سنن ترمزی: 1232

2 صحیح البخاری: 2236

3 مسند احمد: 2961

4 سنن ترمزی: 1230

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”رسول اللہ ﷺ نے غرر (معدوم ومجہول) کی بیع سے منع فرمایا ہے“

بیع کی ایک شرط یہ ہے کہ ان اشیاء کی قیمت حد بندی کے ذریعے معلوم ہونی چاہیے۔ قیمت اتنی مناسب اور واضح ہو تاکہ بائع اور مشتری کے درمیان اس کے بعد کوئی لڑائی واقعہ نہ ہو۔

بیع کی ان کے علاوہ اور بھی بہت سی شروط ہیں؛ جو شخص تجارت کا ارادہ رکھتا ہے اسے خاص طور پر چاہیے کہ علماء سے ان شروط کی تعلیم حاصل کرے اور علماء سے ان کے بارے میں سوال کرے۔

چھٹی نصیحت:

معاہدں کو پورا کرنا اور ان پر عمل درآمد کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ [المائدۃ:1]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! عہد پورے کرو“

اللہ تبارک وتعالیٰ نے معاہوں کی پاسداری کا حکم دیا ہے تاکہ معاہدے نقصان سے بچ کر اچھے سے مکمل ہو سکیں۔ یہ حکم تمام قسم کے معاہدوں کو شامل ہے اور ان معاہدوں میں معاملات کے معاہدے بھی شامل ہیں، جیسے کہ بیع اور تجارت وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾ [الاسراء:34]

”اور عہد کو پورا کرو، بے شک عہد کا سوال ہوگا“

اس آیت میں حکم ہے کہ انسان لوگوں کے ساتھ ہونے والے اپنے عہدوں کو پورا کرے، کیونکہ معاہدوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا، کہ عہد کو پورا کیا تھا کہ نہیں؟۔ اگر عہد پورا کیا ہوگا تو اس پر بہت بڑا اجر ملے گا اور اگر پورا نہ کیا ہوگا تو اس پر بہت بڑا گناہ ملے گا۔ عہد کو پورا کرنا نیکی اور ایمان داری کی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا﴾ [البقرۃ:177]

”اور (متقی وہ ہیں) جو اپنا عہد پورا کرنے والے ہیں جب عہد کریں“

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ﴾ [المؤمنون:8]

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"اور وہی (فلاح پانے والے مومن ہی ہیں) جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا لحاظ رکھنے والے ہیں"

ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں آپنے عہدوں کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے۔ جیسے بخاری میں سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے قصے میں موجود ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں، جب وہ ھرقل بادشاہ کے پاس گئے، ھرقل نے ان سے کہا: میں نے تم سے سوال کیا تھا وہ نبی ﷺ تم کو کس چیز کا حکم دیتا ہے تو تم نے کہا، وہ ہمیں نماز، صدقہ، عافیت، عہدوں کی پاسداری اور امانت کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے۔ ھرقل کہنے لگا یہ تو ایک نبی کے اوصاف ہیں۔

وعدہ خلافی کرنا اور وعدے کو پورا نہ کرنا تو منافقین کی علامات میں سے ہیں۔

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ))[1]

"منافق کی علامتیں تین ہیں۔ جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے اس کے خلاف کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔"

ساتویں نصیحت:

خرید و فروخت میں پیار اور اچھے اخلاق سے کام لے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ خرید و فروخت میں نرمی سے کام لے، لین دین میں آسانی برتے حتیٰ کہ آپنا حق لینے میں اور اس چیز کو طلب کرنے میں بھی نرم گوشہ اپنائے جو اسی کی ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرَى وَإِذَا اقْتَضَى))[2]

"اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم کرے جو بیچتے وقت اور خریدتے وقت اور تقاضا کرتے وقت فیاضی اور نرمی سے کام لیتا ہے۔"

اخلاقِ کریمہ میں سے ایک بات یہ ہے کہ تنگ دست کو مہلت دی جائے اور اس سے درگزر کیا جائے۔

حدیث میں آتا ہے سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَإِذَا رَأَى مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهِ تَجَاوَزُوا عَنْهُ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا فَتَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُ))[3]

---

1 صحيح البخارى: 33

2 صحيح البخارى: 2076

3 صحيح البخارى: 2078

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"ایک تاجر لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا جب کسی تنگ دست کو دیکھتا تو اپنے نوکروں سے کہہ دیتا کہ اس سے درگزر کر جاؤ۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ بھی ہم سے (آخرت میں) درگزر فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (اس کے مرنے کے بعد) اس کو بخش دیا۔"

ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ لَهُ أَظَلَّهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ))[1]

"جو شخص کسی تنگ دست (قرض دار) کو مہلت دے یا اس کا کچھ قرض معاف کر دے، تو اللہ اسے قیامت کے دن اپنے عرش کے سایہ کے نیچے جگہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہو گا۔"

انسان کو چاہیے کہ جب اس کے پاس کوئی تنگ دست فقیر مدد کے لیے آئے جس کے پاس سمان کی قیمت آدا کرنے کی استطاعت نہ ہو یا اس کے مثل کوئی شخص جیسے کہ کسی پر کوئی قرض وغیرہ ہو تو مسلمان کو چاہیے کہ اس سے درگزر کرے۔ یا مکمل معاف کر دے یا کچھ تخفیف کر دے یا اسے تھوڑی محلت دے دے، تاکہ اللہ تعالیٰ اس سے اس وقت درگزر کرے جس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے درگزر کا محتاج ہو گا۔

اسی طرح بیع کے اخلاق و آداب میں سے بیع کو فسخ کرنا بھی شامل ہے۔

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَقَالَ نَادِمًا بَيْعَتَهُ، أَقَالَ اللَّهُ عَثْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))[2]

"جس نے کسی مجبور شخص کی بیع کو فسخ کر دیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی لغزشیں معاف کر دے گا"

کئی بار ایسے ہوتا ہے بہت سے لوگ کوئی سامان خرید لیتے ہیں پھر اس پر افسوس اور نادم ہوتے ہیں اور تمنا کرتے ہیں کہ کاش وہ یہ نہ خریدتے۔ وہ سمان واپس کرنے کے لیے آتے ہیں تاکہ نقصان سے بچ سکیں شاید کہ ان کا عزر قبول کر لیا جائے اور ان کا مال واپس کر لیا جائے۔

اس مال کو واپس لینا بائع کے لیے ضروری نہیں اور نہ ہی بائع واپس نہ لینے پر گناہ گار ہو گا لیکن یہ زیادہ اچھی، فائدہ مند اور افضل بات ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو معاف کر دیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی لغزشیں اور گناہ معاف کر

---

1 سنن ترمزی: 1306

2 ابن حبان، أبو حاتم، محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن، التميمي، الدارمي، البُستي، صحيح ابن حبان، الطبعة: الثانية، 1414 – 1993، مؤسسة الرسالة – بيروت، حديث نمبر: 5029

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دے، جس دن انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت کا محتاج ہو گا۔ مسلمانوں کے درمیان معاملات میں ایسا کرنے میں محبت اور نرمی پیدا ہوتی ہے۔

آٹھویں نصیحت:

سودی معاملات سے بچنا۔

سود کتاب اللہ کی روشنی میں حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾ [البقرة: 275]

"(سود خور کہتے ہیں کہ بیع تو سود ہی کی طرح ہے) حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا ہے"

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ [البقرة: 278]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور سود میں سے جو باقی ہے چھوڑ دو، اگر تم مومن ہو"

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سودی معاملات کرنے والوں کے لیے سخت ترین وعید کا وعدہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ﴾ [البقرة: 275]

"جو لوگ (حاجت مندوں کی مدد کرنے کی جگہ الٹا ان سے) سود لیتے اور اس سے اپنا پیٹ پالتے ہیں، وہ (قیامت کے دن) اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جسے شیطان نے چھو کر اس کو حواس باختہ کر دیا ہو"

جیسے کے آیت مبارکہ میں وضاحت ہے کہ قیامت کے دن سود کھانے والے قبروں سے ایسے اٹھیں گے جیسے مرگی زدہ شخص ہوتا ہے۔ نبی ﷺ نے سود کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے اور ہر اس شخص پر لعنت کی ہے جو کسی بھی شکل میں اس کے ساتھ ملوث ہو۔

سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے:

((لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا، وَمُؤْكِلَهُ وَشَاهِدَهُ وَكَاتِبَهُ))[1]

[1] أبو داود، سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي، السِّجِسْتاني، سنن أبي داود، المكتبة العصرية، صيدا – بيروت، حديث نمبر: 3333

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”سود کھانے، کھلانے، اس کے گواہ اور لکھنے والے (سب) پر لعنت فرمائی ہے۔“

سود کی حرمت پر امت کا اجماع ہے۔ سود میں خود پسندی اور غریبوں اور مسکینوں کا استحصال شامل ہے۔ غریبوں سے مال لیا جاتا ہے جس کے مقابلے میں ان کو کچھ فائدہ نہیں ملتا۔ سود خور غریبوں کے مال سے اپنے مال کو بڑھاتا ہے، ایسا کرنے سے سود خور سستی اور گمنامی کا شکار ہو جاتا ہے اور فائدہ مند جائز تجارت اور ایسے منصوبوں میں مشغول ہونے سے مسلمان سوسایٹی کو دور کر دیتا ہے جو مسلم معاشرے کی ترقی کا باعث ہیں۔

تو ایک تاجر پر واجب ہے کہ وہ سود کی اقسام ”ربع الفضل“ اور ”ربع النسية “ کی معرفت حاصل کرے ان سے اجتناب کرے اور تجارتی معاملات میں ان میں واقع ہونے سے بچے۔

نویں نصیحت:

بیع کی جن اقسام سے منع کیا گیا ہے ان سے اور حرام معاملات سے بچنا۔

شریعت نے بعض قسم کی بیوع سے منع کیا ہے۔ جب ان پر عمل کیا جاتا ہے تو یہ ان چیزوں کے زیاں کا باعث بن جاتی ہیں جو ان سے اہم ہیں۔ یہ بیع انسان کو واجب عبادات سے مشغول کر دیتی ہیں یا ان سے بلا آخر نقصان ہوتا ہے۔ جن بیوع سے منع کیا گیا ہے ان میں سے ایک ہے جمعہ کی دوسری آذان کے بعد خرید و فروخت کرنا۔

جن کے لیے نماز جمعہ ادا کرنا واجب ہے ان کا جمعہ کی دوسری آذان کے بعد خرید و فروخت کرنا جائزہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾ [الجمعة: 9]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو اور خرید و فروخت چھوڑ دو“

"وذرو البيع" یعنی بیع کو چھوڑ دیں۔ اللہ عزوجل نے اس وقت میں بیع کرنے سے ہمیں منع کیا ہے لہذا مسلمان کو چاہیے اس کام سے بچے جس سے اللہ عزوجل نے منع کیا ہے۔

منع شدہ بیوع میں سے ایک بیع یہ ہے کہ حرام مال کی بیع کی جائے یا ایسی چیزوں کی بیع کی جائے جو اللہ تعالیٰ کی نہ فرمانی میں مدد کرتی ہیں؛ جب کہ بائع کو اس کا علم بھی ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدہ: 2]

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"اور نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو"

منع کی گئی بیوع میں سے ایک بیع یہ ہے کہ کسی مسلمان کا کسی بھائی کی بیع پر بیع کرنا یا کسی بھائی کی خریدی ہوئی چیز کو خریدنا، مثلاً: کوئی شخص سو روپے کی چیز خریدے اور کوئی آئے اور مشتری کو کہے میں تمہیں یہی چیز اس سے کم قیمت میں دیتا ہوں یا کہے کہ میں اسی قیمت میں تم کو اس سے اچھی چیز دیتا ہوں۔ حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے۔

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ))[1]

"تم میں سے کوئی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے"

اسی طرح کسی کی خرید پر خریدنا، مثلاً: کسی نے کسی کو مکان بیچا اور بائع اور مشتری کے درمیان قیمت پر اتفاق ہونے کے بعد کوئی دوسرا شخص آکر کہے بیع ختم کرو میں نے اس مکان کو تجھ سے اس سے زیادہ قیمت پر خریدا تھا۔

جن بیوع کی ممانعت ہے ان میں سے ایک بیع پھلوں کے پکنے سے پہلے ان کی بیع کرنا بھی شامل ہے۔ پھلوں کے تلف ہو جانے اور خریدار کے خریدنے سے پہلے عیب دار ہو جانے کے ڈر سے پھلوں کے لگنے اور ان کے پکنے سے پہلے ہی ان کی بیع کرنا جائز نہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَرَأَيْتَ إِذَا مَنَعَ اللَّهُ الثَّمَرَةَ بِمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ))[2]

"تمہی بتاؤ، اللہ تعالیٰ کے حکم سے پھلوں پر کوئی آفت آجاے، تو تم اپنے بھائی کا مال آخر کس چیز کے بدلے لوگے؟"

جن چیزوں سے بچنا چاہیے ان میں سے ایک چیز بیع اور تجارت میں ناجائز قیمت بڑھانے کے لیے بولی لگانا ہے۔ بولی لگانے سے اس کا مقصد فروخت کے سمان کی قیمت بڑھنا ہوتا ہے نہ کہ سمان کو بیچنا اور نہ ہی اس کی بیچنے کی نیت ہوتی ہے۔ اس کا مقصد دوسروں کو دھوکا دینا، ان کو اس کی طرف راغب کرنا اور اس سمان کی قیمت کو بڑھانا ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی بولی لگانے سے منع فرمایا ہے۔

---

1 صحیح مسلم:2564

2 صحيح البخاري: 2198

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح تجارت میں ذخیرہ اندوزی سے بھی بچنا چاہیے۔

سیدنا معمر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ))[1]

"گناہ گار کے سوا کوئی اور شخص ذخیرہ اندوزی نہیں کرتا۔"

یعنی جو ذخیرہ اندوزی کرتا ہے وہ نہ فرمان اور گناہ گار بن جاتا ہے۔ اس کی وجہ ذخیرہ اندوزی کا حرام ہونا ہے۔ جیسے کہ علماء نے بیان کیا ہے کہ ذخیرہ اندوزی کا تعلق کھانے کی اشیاء اور لوگوں کی خراک سے ہے؛ جن کے تمام لوگ ہی ضرورت مند ہوتے ہیں۔ ان چیزوں کی ذخیرہ اندوی کرنا تا کہ ان کی قیمت بڑھ جائے اور لوگوں کی ضرورت سے فائدہ اٹھایا جائے، اس چیز سے منع کیا گیا ہے۔

اسی طرح مسلمان کو باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھانے کے لیے اپنی بیع میں قسم کھانے یا اپنے سمان کو بیچنے اور اس کی گردیش کے لیے قسم کا سہارا لینے سے بچنا چاہیے۔ اسے چاہیے کہ اس سے بچے خواہ وہ سچا ہی ہو۔ اسی طرح سمان کے اوصاف بیان کرنے میں بھی جھوٹ سے بچے، مثلاً وہ کہے اس جیسی چیز پورے بازار میں نہیں ملے گی یا اس سے کم قیمت میں کہی نہیں ملے گی۔ مسلمان کو اس بات سے بچنا چاہیے کہ وہ اپنی قسم کو دنیاء کے تھوڑے سے فائدے کو حاصل کرنے کا سبب بنا لے۔

سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، هُوَ عَلَيْهَا فَاجِرٌ، لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ))[2]

"جو شخص کوئی ایسی جھوٹی قسم کھائے جس کے ذریعہ وہ کسی مسلمان کے مال پر ناحق قبضہ کرلے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر بہت زیادہ غضب ناک ہوگا۔"

ایک حدیث میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ، فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ، ثُمَّ يَمْحَقُ))[3]

"بیع میں زیادہ قسمیں کھانے سے بچو کیونکہ وہ (پہلے بیع کو) فروغ دیتی ہے، پھر (نفع کو) مٹا دیتی ہے۔"

---

1 صحیح مسلم:1605

2 صحيح البخارى: 2356

3 صحیح مسلم: 1607

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح ایک حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا تین ایسے لوگ جن سے اللہ تعالیٰ روز قیامت نہ کلام کرے گا نہ دیکھے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا ان میں سے ایک شخص ایسا بھی ہے:

((الْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ))[1]

"جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال بیچنے والا"

دسویں نصیحت:

قرضوں اور حقوق کو تحریر بند کرنا اور ان کی ادائیگی پر حریص رہنا۔ تحریر اور گواہی حقوق کے تحفظ اور عدم ضیا کا باعث ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ﴾ [البقرة: 282]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب آپس میں ایک مقرر مدت تک قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لو"

اللہ رب العزت نے ہر قسم کی کے معاہدوں کو لکھنے کا حکم دیا ہے جن میں قرض پیا جا سکتا ہو۔ یہ حکم یا تو وجوب پر دلالت کرتا ہے یا لکھنے کی بہت زیادہ ضرورت کی وجہ سے مستحب ہے۔ کیونکہ کتابت کے بغیر انسان غلطی، بھول، چپکلش، جھگڑے وغیرہ میں پڑ جاتا ہے اور ایسا نہ کرنے میں بہت بڑا شر موجود ہے۔

اگر کوئی مسلمان کسی سے کوئی مال یا قرض لے، جب کہ تجارت میں اس کی ضرورت پڑتی رہتی ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کی ادائیگی پر حریص ہو اور شروع میں ہی اس کی نیت اچھی ہو۔

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَاءَهَا أَدَّى اللَّهُ عَنْهُ وَمَنْ أَخَذَ يُرِيدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللَّهُ))[2]

"جو کوئی لوگوں کا مال قرض کے طور پر ادا کرنے کی نیت سے لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی طرف سے ادا کرے گا اور جو کوئی نہ دینے کے لیے لے، تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو تباہ کر دے گا۔"

جو شخص قرض کی ادائیگی کرنا چاہتا ہے، ادائیگی کا ارادا رکھتا ہے تو اللہ عزوجل اس سے ادائیگی کروا دیتے ہیں اور اپنے فضل سے اس چیز کی ادائیگی میں اس کے لیے آسانی پیدا کر دیتے ہیں۔ جو قرض لے اور واپس نہ کرنا چاہے اس کی ادائیگی کا ارادا نہ رکھتا ہو تو اللہ اسے تباہ کر دیتا ہے۔ دنیا میں اس کا مال ختم ہو جاتا ہے اور اخرت میں اس کا انجام یہ ہوگا کہ وہ اس بڑے معاملے میں حاضر کیا جائے گا۔ نبی ﷺ نے ہمیں اجرت پر رکھے گے شخص کی اجرت نہ دینے سے ڈرایا ہے۔

---

[1] صحیح مسلم: 106

[2] صحيح البخاری: 2387

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ تین لوگ جن کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں ان کے حق میں مدعی بنوں گا ان میں سے ایک شخص ایسا بھی ہے کہ سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ أَجْرَهُ))[1]

"وہ شخص جس نے کوئی مزدور اجرت پر رکھا، اس سے پوری طرح کام لیا، لیکن اس کی مزدوری نہیں دی۔"

تجارت میں انسان کو مزدوروں اور کام کرنے والوں کی ضرورت پڑتی ہی ہے، تو انسان کو چاہیے کہ ان کے حقوق ادا کرے جیسا کہ اس نے ان سے پورا کام لیا یعنی اس نے وہ کام لیا جس کے لیے انہیں رکھا گیا تھا۔ اگر وہ کام کریں اور کام مکمل کریں تو ان کو بھی ان کی اجرت پوری دینی چاہیے، اس میں کمی نہیں کرنی چاہیے اور ان کی مجبوری کا فائدہ نہیں اٹھانا چاہیے اور نہ ہی ان پر ظلم کرنا چاہیے، جب تک وہ اس کام کو پورا کریں کے جن کے لیے ان کو مزدوری پر رکھا گیا ہے۔

اسی طرح مسلمان کو حقوق کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے بچنا چاہیے۔

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ))[2]

"(قرض ادا کرنے میں) مال دار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔"

"مطل" سے مراد قرض کی ادائیگی میں تاخیر سے کام لینا ہے۔ وہ غنی جس کے پاس قرض ادا کرنے کی طاقت ہے پھر بھی وہ تاخیر اور ٹا مٹول کرے تو یہ ظلم ہے، کیونکہ وہ قرض ادا کرنے پر قادر ہے جب وہ مال ادا نہیں کرتا اور ٹال مٹول کرتا ہے تو وہ ظالم بن جاتا ہے۔

آخر میں میں اپنے آپ کو اور اپنے بھائیوں کو شکر کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ مال عطا کرے اور اس کے لیے رزق اور تجارت کے دروازے کھول دے تو اسے چاہیے وہ اللہ تعالیٰ کے راسطے میں خرچ کرنے کا حریص بن جائے۔ اسے چاہیے کہ وہ اپنا مال اللہ کی رضیٰ کے لیے خرچ کرے، تاکہ اس کے نفس کو فائدہ ہو اور اس کا اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں مقام بن جائے۔

---

[1] صحيح البخارى: 2227

[2] صحيح البخارى: 2287

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

سیدنا عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْرَأُ: أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ، قَالَ: ((يَقُولُ ابْنُ آدَمَ: مَالِي، مَالِي، قَالَ: وَهَلْ لَكَ، يَا ابْنَ آدَمَ مِنْ مَالِكَ إِلَّا مَا أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ، أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ، أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ؟))[1]

"میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ (سورت) ﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ تلاوت فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابن آدم کہتا ہے میرا مال، میرا مال۔" فرمایا: "آدم علیہ السلام کے بیٹے! تیرے مال میں سے تیرے لیے صرف وہی ہے جو تم نے کھا کر فنا کر دیا، یا پہن کر پُرانا کر دیا، یا صدقہ کر کے آگے بھیج دیا۔"

"امضیت" کا مطلب اگر تو صدقہ کرے گا تو وہ تیرے لیے محفوظ رہے گا اور تیرے لیے اس کا اجر و ثواب ہو گا۔ ایک حدیث میں ہے سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ))[2]

"جب انسان فوت ہو جائے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین اعمال کے (وہ منقطع نہیں ہوتے): صدقہ جاریہ یا ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا نیک بیٹا جو اس کے لیے دعا کرے۔"

میں اللہ عزوجل سے اپنے لیے اور آپ کے لیے مبارک طیب رزق کا سوال کرتا ہوں اور دین پر ثابت قدم رہنے کا سوال کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہی اعلیٰ اور علم والا ہے۔

وصلي الله و سلم و بارك علي عبده ورسوله نبينا محمد وعلي آله وصحبه اجمعين

والحمد لله رب العا لمين

---

1 صحیح مسلم: 2958

2 صحیح مسلم: 1631